63

روحانیت کا موسم

(فرمودہ ۱۱ر اگست ۱۹۲۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

دنیا میں ہر ایک چیز کے موسم ہوتے ہیں۔ اس موسم کے باہر اگر اس چیز کو تلاش کریں یا اس کو پیدا کرنے کی کوشش کریں تو نہیں ہوگی۔ اس بات میں کئی حکمتیں رکھی گئی ہیں۔ موسم میں بھی عبرت ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اگر انسان پیدا کر سکتا تو ہر چیز کو ہر موسم میں کیوں نہ پیدا کر لیتا۔ دیکھ لو تل اور ماش وغیرہ کے موسم میں گیہوں نہیں ہوتی۔ اور گیہوں کے موسم میں تل ماش وغیرہ نہیں ہوتے۔ پس موسموں میں ان چیزوں کا پیدا ہونا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے اور اس نے مقدر کر دیا ہے۔ کہ فلاں چیز فلاں وقت پیدا ہو۔ اور وہ اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ اور انہی ذرائع سے پیدا ہوتی ہے۔ جن ذرائع سے اس کا پیدا ہونا مقدر ہوتا ہے۔

دوسری عبرت ان موسموں سے یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر انسان کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے تو موسم سے فائدہ اٹھائے۔ بعض چیزیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ وہ دوسرے موسم میں مطلق ہوتی ہی نہیں۔ اور بعض ہوتی ہیں۔ مگر بہت تھوڑی اس افراط سے نہیں جس سے وہ اپنے موسم میں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً آم ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں ایسے بھی ہوتے ہیں جو ابھی دو مہینہ کو پکیں گے۔ اور ایسے بھی جو چار مہینہ کو پکیں گے۔ لیکن جب اس کا موسم گذر جاتا ہے تو اس کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ سال کے ہر حصہ میں مل سکتا ہے۔ اور ملتا ہے۔ مگر بہت تھوڑا اور بہت قیمت پر لیکن جب اس کا موسم ہوتا ہے تو اس افراط سے ملتا ہے کہ اچھے سے اچھا آم نہایت سستے داموں مل جاتا ہے۔ اور ادنیٰ قسم کے آم تو ایک پیسہ کے کئی کئی مل جاتے ہیں۔ تو بے موسم کی چیز ملتی ہے مگر مشکل سے اور موسم میں ملتی ہے نہایت آسانی سے۔

ہمارے لئے بھی خدا نے ایک موسم پیدا کیا ہے۔ کیونکہ دین کے لئے بھی موسم ہوتا ہے۔ اور

موسم نبیوں اور ان کے قرب کے زمانے میں ہوتا ہے۔ اس موسم میں اللہ تعالیٰ کثرت سے روحانی ثمرات پیدا کرتا ہے۔ موسم کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دانہ ڈالا اور وہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس میں محنت زیادہ برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ مگر غیر موسم میں بہت مشکل ہوتی ہے۔ اسی طرح نبیوں کے زمانے میں وہ روحانی علوم بھی کثرت اور آسانی سے مل سکتے ہیں۔ اور دوسرے زمانوں میں گو مل تو سکتے ہیں مگر بڑی محنت اور سخت مشکل سے۔

یہ روحانی موسم اللہ نے ہماری جماعت کو بھی دیا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ایک مامور اور مرسل کا زمانہ پایا ہے۔ گو وہ اس وقت ہم میں موجود نہیں۔ مگر اس کا زمانہ بہت قریب ہے۔

یاد رکھو کہ زمانے بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک اصل موسم ہوتا ہے۔ اور ایک موسم کے ساتھ کا زمانہ ہوتا ہے۔ وہ زمانہ جو موسم کے ساتھ ہوتا ہے گو اس میں اس کثرت سے وہ چیز میسر نہ ہوتی ہو۔ لیکن دوسرے زمانوں سے زیادہ مل سکتی ہے۔ اسی طرح گو حضرت مسیح موعود کا زمانہ گزر گیا لیکن ابھی آپ کے قرب کا زمانہ ہے۔ انبیاء کے یا کم از کم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کے زمانہ اور موسم تین سو سال کے زمانے ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ہر سال اس زمانہ سے دور لے جاتا ہے۔ اور ہر ایک ساعت ہم کو دور کر رہی ہے جو جو زمانہ گزر رہا ہے۔ وہ ہمیں اصل زمانہ سے دور کرتا جاتا ہے۔ اس حالت میں ہمارا کیا فرض ہے۔ یہی کہ ہم اس زمانہ اور موسم سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو پھر وہ چیز جو آسانی سے مل سکتی ہے۔ بہت مشکل اور بڑی کوشش کے بعد حاصل ہو سکے گی۔ اور جو لوگ اس وقت کو کھو دیں گے ان کو پچھتانا ہوگا۔ اور اس کا الزام ان پر ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں پر پس یہ زمانہ غنیمت ہے۔ کیونکہ نبی کے قریب کا زمانہ ہے اس لئے اس سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ آج جو چیز آسانی سے ہر ایک شخص کو نبیوں کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ دوسرے وقت میں مل سکتی ہے مگر انفرادی طور پر سخت کوشش کے بعد۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کے گھر میں سقہ پانی ڈال آئے اور ایک خود بھرے۔ پس اسی طرح نبیوں کی مثال سقہ کی ہے جو روحانیت ڈال دیتے ہیں۔ پس اس وقت سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کو رائیگاں نہ جانے دو۔

(الفضل ۲۱ر اگست ۱۹۲۲ء)